سُنّتِ محمدیہﷺ اور اُمّتِ محمدیہﷺ

اویس صابر*

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن عظیم نعمتوں سے نوازا ہے،ان میں سے سب سے بڑی نعمت اس کا اشرف المخلوقات ہونا ہے۔پھر اس اشرف المخلوقات میں سے اس امت کو اشرف الامم بنا کر اس پر ایک اور احسان فرما دیا۔اس امت کے اشرف الامم ہونے کی وجہ محبوبِ خدا حضرت محمدﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔چوں کہ آپﷺ تمام رسولوں اور نبیوں سے افضل ہیں لہذا آپﷺ کی امت بھی تمام امتوں سے اعلیٰ ہے۔ رسولِ خداﷺکی امتیازی شان کی وجہ سے ہی اللہ جل جلالہ نے اپنے محبوب کی تمام حرکات و سکنات، قول وفعل اور حدیث و سنت کی اس امت کے ذریعےحفاظت فرمائی۔اور بحمداللہ اس امت کےاکابرین نے اپنے محبوب کی تمام اداؤں کی ایسی حفاظت فرمائی ہے جس کی پوری دنیا میں نظیر نہیں ملتی۔حفاظت دوطرح سے ہو سکتی ہے :"حفظاًیا عملاً" یعنی حضورﷺ کے اقوال و افعال کو اپنے ذہنوں میں محفوظ کر کے اوروں تک پہنچانا اور ساتھ ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا۔

سب سے پہلے ہم اس امت کو باعتبارِزمانہ دو حصوں میں تقسیم کرتےہیں۔ ایک حضورﷺ کےزمانہ قریب کی امت تھی اور ایک موجودہ امت ہے۔قسمِ اول یعنی صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)، تابعینؒ، ائمہ کرامؒ اور دیگر اکابرینِ امت نے تو اپنے محبوب کی تمام اداؤں کی بخوبی و احسن طریقے سے حفاظت فرمائی ہے لیکن موجودہ امت نے حضورﷺ کی تمام سنتوں کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔پہلی امت نے کوئی اسباب نہ ہوتے ہوئے بھی اپنی ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھایا اور حفظاً و عملاً حفاظت کا بیڑا اٹھائے رکھا۔اس زمانے میں فوٹو گرافی کے آلات نہ تھےکہ آپ ﷺ کی حرکات و سکنات کی فلم بنا لی جاتی نہ آواز بھرنے کے آلات تھےکہ آنحضرتﷺ کے ارشادات و فرمودات کی ریکارڈنگ کر لی جاتی۔ مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ سے اخبارات و رسائل بھی شائع نہ ہوتے تھے،نہ ہی کوئی ریڈیو یا ٹی وی سروس تھی جو آپﷺ کے اقوال و افعال کو نشر کرتےکسی سبب کے نہ ہونے کے باوجودصحابہ و اسلاف ِامت نےآپﷺ کی سنتوں کی بےنظیر حفاظت کی اور اپنے اذہان و اعمال سے اس درخت کی آبیاری کرتے رہے۔اسی بے مثال حفاظت کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے "فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم بہ فقد اھتدوا (البقرۃ)" فرما کر ان لوگوں کو ایمان کا پیمانہ مقرر کر کے ساتھ ہی ساتھ ان سے راضی ہونے کا سرٹیفکیٹ بھی جاری کر دیا"رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ (البینۃ، آیت8)"۔یہ اعزازات و اکرامات اسی حفاظت و محنت کی بدولت ملے۔

صحابہ و دیگر اکابرین کی حفاظت کا اندازہ درج ذیل واقعات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ صحابہ کا سنت سے محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک سنت کی خاطر پوری پوری زندگی اپنی اولاد سے ناراضی میں گزار دیتے۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی اپنے بیٹے سے عورتوں کے مسجد جانے کے مسئلے پر بحث ہوئی۔ابنِ عمر نےفرمایا کہ عورتوں کو مسجد جانا چاہیےکیوں کہ وہ حضورﷺ کے زمانےمیں جا تی تھیں لیکن ان کے بیٹے نے فتنہ کےاندیشے کی بدولت مخالفت کی اور اپنی رائے کااظہار کردیا۔ابنِ عمر نے بیٹے کی بات کا اتنا برا منایا کہ ساری زندگی اس سے بات نہ کی اور فرمایا:میں تیرے سامنے سنت بیان کررہا ہوں اور تو اس کے مقابلے میں اپنی رائےپیش کررہاہے۔یہ تھی ان لوگوں کی نظر میں حضورﷺ کے طریقے کی اہمیت کہ سنت کے بدلے کسی کا رائے دینا بھی ناقابلِ معافی جرم تھااور وہ سنت پر حرف بہ حرف عمل ایمان کا حصہ سمجھتے تھے۔ یہ تو عملاً سنت کی حفاظت کی ایک مثال تھی ایسے بے شمار واقعات سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ اب ذہناً حفاظت کی طرف آئیں تو بھی عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ کیسے ان لوگوں نے احادیث کی حفاظت کی اور نئے آنے

---

* ریسرچ سکالر،ایم۔ فل اسلامک سٹڈیز، الحمد اسلامک یونی ورسٹی

والے لوگوں تک پہنچایا۔ ایک ایک شخص کو لاکھوں احادیث یاد ہوا کرتی تھیں جن میں سے چند کے نام بطورِمثال درج کرتا ہوں۔ محدث محمد بن موسیٰ الحضرمیؒ کو ایک لاکھ کے قریب احادیث یاد تھیں۔امام ابنِ جعابیؒ کا اپنا بیان ہے کہ مجھے چار لاکھ احادیث یاد ہیں اور چھ لاکھ کا آسانی سے تکرار کر سکتا ہوں۔ ایک بار ان کی چند کتب ضائع ہو گئیں جس کی وجہ سے ان کا ایک شاگرد بہت مغموم ہوا،حضرت نے اسے پریشان دیکھ کر فرمایا: مغموم کیوں ہوتے ہو؟ان کتابوں میں تو صرف دو لاکھ احادیث تھیں۔بحمداللہ مجھے ان میں سندًا و متناً کوئی ترددواشکال پیش نہ آئےگا۔حدیث کےمشہورامام بخاریؒ کو چھ لاکھ احادیث ازبر یاد تھیں۔ اس کے علاوہ بھی ان گنت ایسے اسلاف گذرے ہیں جن کو لاکھوں میں احادیث یاد تھیں۔ یہ تو صرف چند مثالیں ہیں لیکن ان سے بھی اسلاف کی ذہناً و عملاً حفاظت کابخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

یہ تو تھا اول زمانہ کی امت محمدیہﷺ کا تذکرہ، اب ہم آتے ہیں موجودہ امت کی طرف کہ وہ کہاں کھڑی ہےاور وہ اپنی ذمہ داری کوکیسے نبھا رہی ہے۔سچ انتہائی کڑوا ہوتا ہے لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑرہا ہےکہ موجودہ امت دعوے تو بہت بڑے کرتی ہے لیکن حقیقت میں سنت کو پسِ پشت ڈال رکھا ہے۔اسلاف نے سنت کو جس قدر اہمیت دی،موجودہ امت نے اسی جذبے بل کہ اس سے بڑھ کر نظرانداز کیا۔موجودہ امت کی حقیقت یہ ہے کہ یہ امت رواجوں اور بدعتوں کے پیچھے پڑ گئی اور سنت کی جگہ ان بد اعمالیوں کو دین کا حصہ بنا لیا گیا۔ظلم کی انتہا یہ کہ اس امت میں حضورﷺ کے طریقوں پر اعتراض کرنے والے بھی جنم لے چکے ہیں۔ کوئی حضورﷺ کی محبوب سنت ڈاڑھی کو اسلام سمجھنے سے انکار کر رہا ہے،کوئی نظامِ خلافت کو کالا نظام کہہ رہا ہے اور کوئی حضورﷺ کی شادیوں پر اعتراض کر رہا ہے۔اسی پر بس نہیں ہے اتنا کچھ بکنے کے بعد بھی بڑی ٹھاٹھ سے مسلمان ہونے کے بھی اور حضورﷺ کے امتی ہونے کےبھی دعوے کیے جاتے ہیں۔ اس امت نے جدت پسندی اور وقت کے تقاضے کے نام پر دین کا اصل حلیہ ہی بگاڑ کر رکھ دیا۔اس امت کا کوئی فرد نہ تو خود دین پر چلتاہے اور نہ اپنے ماتحتوں کو چلنے دیتا ہے۔کہاں گئے وہ لوگ جو ایک سنت کی خاطر پوری پوری زندگی اولاد سے ناراضی میں گزار دیتے تھے۔آج کل یہ حالت ہے کہ اگر کوئی بچہ دین پر چلنے کی کوشش کرے تو پورا گھرانا اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور رشتے تک توڑ لیے جاتے ہیں۔ میرے اپنے ایک دوست کے ساتھ ایسا ہوا (جو پڑھائی ونوکری کے سلسلے میں اسلام آباد ہاسٹل میں مقیم ہے)کہ ڈاڑھی رکھنے پر اس کی والدہ و بہن بھائی سب اس سے ناراض ہو گئے اور بالآخر اس نے گھر جانا ہی ترک کر دیا۔یہ اسی پیغمبر ﷺ کے نام لیوا ہیں جس کا امتی ایک سنت کی خاطر جان قربان سے بھی دریغ نہ کرتا تھااور اب یہ حال ہے کہ سنت کے قیام پر تعلقات منقطع کر لیے جاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ امتِ محمدیہﷺ کہلانے کے لائق ہیں؟ ایسے ہی روح شکن واقعات کی بدولت سنت سے اتنی دوری پیدا ہو گئی کہ نئی نسل کو یہ ہی معلوم نہیں ہوتا کہ اسلام کیا ہے اورغیر مذہب کیا ہے۔اس کی ایک نظیر کچھ دن پہلے زیرِنظر گذری۔ ایک صاحب لکھتے ہیں کہ وہ کسی عزیزکی شادی میں گئےجہاں ایک پرانے دوست سے ملاقات ہوگئی۔نکاح کے بعد جب لوگ اہلِ خانہ کو مبارک دینے لگے تو اس دوست کی پانچ سالہ بچی آئی اورکہنے لگی:"پاپا!یہ کیسی شادی ہوئی ابھی تک دولہادلھن نے پھیرے تو لیےنہیں۔" ہائےفسوس! اس امت پر کہ جس کے بچوں کو کفار کے طریقوں کا پتہ ہے لیکن جس مذہب کے نام لیوا ہیں اس کے متعلق اتنا بھی پتہ نہیں کہ اس میں شادی کیسے ہوتی ہے۔ یہ امت جسے اپنے مذہب کے طریقوں کا پتہ نہیں وہ اس کی حفاظت کیا کرےگی۔اس واقعے کو پڑھ کر کسی بخوبی اندازہ لگایا جا سکتاہےکہ موجودہ امت کس انداز میں سنت کی حفاظت کر رہی ہےاورآیا یہ امتِ محمدیہ ﷺ کہلانے کے قابل بھی ہے یا نہیں؟ یہ امت تواس ظلم کا رونا بھی نہیں رو سکتی کیوں کہ اس کی ذمہ داربھی خودہے۔ اول امتِ محمدیہﷺ کا عالم یہ تھا کہ سنت کے ترک کے ارادے پرہی اولاد سے بائیکاٹ ہوجاتا تھااور اب سنت پرعمل کے بسبب بائیکاٹ ہوتا ہے۔ چاہیےتویہ تھا کہ ترکِ سنت پر غم وغصے کا اظہار ہوتا لیکن حال یہ ہے کہ احیائےسنت پر ناراضیاں کی جاتی ہیں۔

جو بچہ سنت سے جتنادور ہو وہ اتنازیادہ لاڈلہ ہوتاہے۔نہ کھاؤں اور نہ کھانے دوں والی بات ہو گئی ہے کہ موجودہ امت نہ خود دین پر چلتی ہے نہ اوروں کو چلنےدیتی ہے۔اب جس امت کی نظر میں سنت کی یہ قدرومنزلت ہو وہ اس کی حفاظت کیا خاک کرے گی۔محافظ تو وہ امت تھی جس کا تذکرہ اول امت کی حیثیت سےگذرا۔آج سنت کےزوال اوربدعات وررواجات کے عروج کی وجہ یہی ہےکہ اس امت کی نظر میں سنت کی کوئی اہمیت ہی نہیں رہی۔اس امت کے پاس غیروں کے لیےوقت ہے لیکن اسلام و سنت کے لیے نہیں۔ دونوں طرح کی امت کے مذکورہ واقعات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کون محافظ ہے اور کون منافق۔ اس امت کی غلامی کی وجہ یہی ہے کہ اس نے غیروں کے طریقوں میں کامیابی تلاش کرنی شروع کر دی ہےاور اپنےاصل دین کوپسِ پشت ڈال دیاہے۔اگر آج بھی یہ امت اپنے اسلاف کےنہج پرچلتےہوئےسنت کو اپنی ہرشے میں شامل کرلے،اس کی اہمیت کو جان لےاور اسے اپنی زندگیوں کا جزوِلازم بنالے تویہ اپنی کھوئی ہوئی منزل ومرتبےکوپا سکتی ہے۔اللہ جل جلالہ سےدعاہےکہ وہ ہمیں صحیح معنوں میں امتِ محمدیہﷺ بننے،سنت کی اہمیت کو جاننے اور اسےاپنانےاوراسلام پرچلنے والا بنائے۔

کی محمدﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(آمین) (وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین)